رجسٹرڈ نمبر ڈی ۱۷۴۱

ضمیمہ بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۶۸ء

ماہنامہ شانِ ہند دلّی

فیملی پلاننگ سپلیمنٹ

ایڈیٹر:- دریا پرکاش سرور تونسوی۔

خاندانی منصوبہ بندی کا پندھواڑہ

حکومتِ ہند اور صوبائی حکومتوں کے محکمہ ہائے خاندانی منصوبہ بندی فیملی پلاننگ پندرھواڑہ منا رہے ہیں۔ تاکہ ان پندرہ دنوں میں زیادہ سے زیادہ عوام کو خاندانی منصوبہ بندی سے روشناس کرایا جا سکے۔

اس سلسلے میں چند انتہائی مفید مضامین شانِ ہند کے زیرِ نظر فیملی پلاننگ سپلیمنٹ میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن کے مطالعے سے قارئین شانِ ہند صحیح طور پر ذہن نشین کر سکیں گے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل پیرا ہونا کس قدر لازمی ہے۔ اور اس مفید تحریک کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا کیوں ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر حکومت کے قانون کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی نہ کی گئی تو چند سالوں میں ہی ہمیں اناج کے قحط کے علاوہ اور بہت سی مشکلات درپیش ہوں گی۔ مثلاً سکولوں میں ہمارے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے جگہ نہ مل سکے گی۔ آبادی اس قدر زیادہ ہو جائے گی کہ رہائش کے لئے مکانات پورے نہ ہو سکیں گے۔ حسبِ ضرورت کپڑا دستیاب نہ ہو سکے گا۔ اور آبادی کی زیادتی عظیم بیکاری کا موجب ہوگی۔ کیونکہ ہمارے ذرائع ان ضرورتوں کو پورا نہ کر سکیں گے اس لئے خاندانی منصوبہ بندی کرنی ضروری ہوگی تاکہ ملک ہر حیثیت سے خود کفیل بن سکے۔

کیا کبھی آپ نے یہ سوچا بھی ہے کہ ہر سال آبادی میں جو اضافہ ہوتا ہے صرف اسکے لئے ملک کو حسبِ ذیل ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں۔

سکول ۱۲۶۵۰۰ مدرسین ۳۶۲۵۰۰ مکانات ۲۵۰۹۹۰۰ کپڑا ۱۰۲۷۷۹۰۰۰ میٹر۔ غذا ۱۲۵۲۳۳۰۱ کوئنٹل اور گرام ۲۲۳۰۰۰۔ اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ملک خوشحال ہو۔ ہر بچہ مناسب تعلیم حاصل کر سکے۔ ہر انسان پیٹ بھر غذا کھا سکے۔ کوئی ننگا نہ رہے اور مکانات کی قلت نہ ہو۔ غرضیکہ آپ اور آپ کے اہل و عیال خوشحالی کی زندگی بسر کریں تو خاندانی منصوبہ بندی کو اپنائیے جس کے لئے آپ کو کسی تردد کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ آپ کسی بھی فیملی پلاننگ سنٹر میں جائیے وہاں سرکاری ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر آپ کو اور آپ کی بیوی کو حالات کے مطابق صحیح رائے دیں گے۔ اور مناسب طریقہ عمل سے آپ کو ہدایات دیں گے۔ جن سے آپ اپنے کنبے کو ایک خوش حال کنبہ بنا سکیں گے۔

(ایڈیٹر)

شانِ ہند کے صفحات لاہور پرنٹنگ پریس جامع مسجد دہلی اور بلاک کے صفحات A2/31 کرشن نگر میں چھپے

مقامِ اشاعت:- ۸- انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی۔

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی اہمیت

(از۔ گووند نرائن سیکریٹری برائے وزارتِ صحت، خاندانی منصوبہ بندی و شہری ترقی)

بھارت کی آبادی کا مسئلہ

دیگر تمام مسئلوں کا محور ہے۔ اور یہ ایک ایسا سنگین مسئلہ ہے جو کسی وقت بھی ملک کے لئے تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ ہمارے وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ آبادی میں اضافے کا مطلب ہے کم ترقی اور زیادہ مسائل۔ اگر ہم اس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں تو ہماری منصوبہ بندی بھی کامیاب ہوگی اور ہمارے ملک کا مستقبل یقینی طور پر مستحکم ہو جائے گا۔

ہماری آبادی دن دونی رات چوگنی بڑھ رہی ہے۔ لیکن ملک کے وسائل میں اسی رفتار سے اضافہ نہیں ہو رہا ہے اور اس کے سبب ہر شخص کو حاصل ہونے والی سہولیات زندگی کی فراہمی میں کمی ہوتی جائے گی لیکن بھارت کے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر صرف وسائل کے زاویہ نگاہ ہی سے نہیں بلکہ ملک کی سماجی ثقافتی، انتظامی صورت حالات اور مواصلاتی ذرائع کی فراہمی کو دھیان میں رکھ کر غور کیا جانا چاہیئے۔ ملک کی سماجی اور ثقافتی صورت حالات کو دیکھتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی اہمیت یہ ہے کہ یہ عوام کے رجحان اور رویے میں لازمی طور پر تبدیلی لائے گا اس لئے سماج میں ایسی تبدیلی آنی چاہیئے کہ لوگ چھوٹے کنبے کو ہی پسند کریں اور خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر فطری انداز میں عمل کرنے لگیں۔ اس طرح تاریخ میں پہلی بار ہمارے ملک میں مرد کے ذاتی عمل اور رویے پر کھلے عام غور و خوض اور بحث کی جا رہی ہے اور لوگ یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ انفرادی رویے کا سماج پر کیا اثر پڑتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ صحت اور سماجی بہبود کا وسیع پروگرام نہ صرف ضروری ہے بلکہ ممکن اور قابل عمل بھی ہے۔

اس کا پتہ اس بات سے بھی چلتا ہے کہ پہلے مریض کو طبی سہولیات کی تلاش میں سرگرداں رہنا پڑتا تھا لیکن موجودہ طبی خدمات اور صحت سے متعلق چلتے پھرتے اور عوامی پروجیکٹوں کا نصب العین یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی مریض ہو، اس کا علاج کیا جائے اور اسے تندرست رکھا جائے اور یہ ادارے اسے سماجی ضرورت اور اپنی ذمے داری سمجھتے ہیں۔ دور دراز کے علاقوں میں بہتر طبی سہولیات فراہم کرکے یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اس طرح طبی اور صحت عامہ کی خدمات کے طریقۂ کار اور پالیسی میں کافی

تعلیم اور ترغیب دہی

خاندانی منصوبہ بندی کا ایک دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ پروگرام عوام کے جذبات کو دھیان میں رکھ کر چلایا جانا چاہیئے۔ لہٰذا اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے عوام کو تیار کرنا ضروری ہے اور اس طرح عوامی تعلیم اور عام ترغیب دہی کو اس تمام پروگرام کا اہم جزو ہونا چاہیئے۔

جس پروگرام کا تعلق عوامی جذبات سے ہو اسے چلانے کے لئے مختلف زمروں کے کارکنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک طرف تو اس پروگرام کو چلانے کے لئے مناسب تعداد میں ڈاکٹر، کمپاؤنڈر اور نرسیں چاہئیں اور دوسری طرف سماجی سائینس دانوں کی ضرورت ہے، جس سے متعلقہ پروگرام کو عوام کے جذبات اور ان کی قدروں کو دھیان میں رکھ کر چلایا جا سکے۔ پروگرام میں ڈاکٹر اور سماجی سائینس دانوں کو آپس میں مل کر اور ایک دوسرے کے تعاون سے کام کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام باہمی تعاون سے کام کرنے والے کارکنوں کی ایک ٹیم تیار کرنے میں کامیاب ہوا ہے جو بھارت کی عوامی زندگی میں ایک نئی چیز ہے۔

عوامی رابطے کے لئے وسیلے

سب جانتے ہیں کہ عوامی رابطے کے جدید وسائل کے ذریعے سے صرف ۲۰ فیصد لوگوں تک ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں ریل اور سڑکوں سے

مشتملہ نقل و حمل کے ذرائع کا معقول بندوبست نہیں ہے، لیکن خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے تحت ایسا بندوبست کیا جا رہا ہے جس سے ملک کے پانچ لاکھ گاؤں اور تین ہزار شہروں کے کونے کونے میں رہنے والے لوگوں سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔

خاندانی منصوبہ بندی کا پیغام ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کیلئے لوک کلا اور لوک سنگیت کے مختلف وسیلوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ اسکے نتیجے کے طور پر ملک بھر میں سنگیت، کٹھ پتلی کے کھیل اور ناٹکوں کی قدیم روایت پھر سے جاگ اٹھی ہے۔ ہم انہیں وسیلوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جن کے تئیں لوگوں میں عام دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اسطرح خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے ذریعے سے لوک کلاؤں کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہوئی ہے جو ملک کی ثقافت اور کلا کے فروغ میں کافی معاون ثابت ہوگا۔

اقتصادی فائدہ

یہ دکھ کی بات ہے کہ صحت اور سماجی بہبود کے پروگرام سے ہونے والے اقتصادی فائدوں کے اعداد منتظمین اور منصوبہ بندی کے ذمہ داروں کو نہیں پہنچ جا سکے۔ لیکن خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے تحت ایسی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسکے نشانے مقررہ مدت کے اندر پورے ہوں اور متعلقہ پروگرام کے ذریعے سے کارکنوں و صنعتی اداروں کو ہونے والے فائدوں کو واضح کرنے کے لئے مطالعے کئے جائیں۔ اگر ہم ایسا کر سکے تو یہ ایک تاریخی واقعہ ہوگا۔ خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام ملک کا انتہائی حوصلہ مندانہ پروگرام ہے کیونکہ اس سے عوام کی خوشحال زندگی کی امید وابستہ ہے اگرچہ متعلقہ پروگرام کا نشانہ وسیلوں کی مساوی تقسیم کر کے ملک کے صنعتی اور زرعی پیداوار کی رفتار کو تیز کرتا ہے لیکن ہم اس نشانے کو فی الفور نہیں حاصل کر سکتے۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ دھیان میں رکھنی چاہئے عوام کے جذبات سے وابستہ پروگراموں کو جادو کی طرح نہیں چلایا جا سکتا۔ ان میں دلچسپی لینے کے لئے عوام کو ترغیب دینے میں کئی برس لگ جاتے ہیں۔ ہمیں یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ تمام وسیلوں کے استعمال کے باوجود ہم شرح پیدائش کو نصف کر دینے کے نشانے کو دس برس سے قبل پورا نہ کر سکیں گے۔ لیکن ہمیں اعداد و شمار یہ ضرور تیار کرنا چاہئے جسکی بنیاد پر ہم وقتاً فوقتاً متعلقہ پروگرام کی کامیابی کا جائزہ لے سکیں۔

ایک چیلنج

خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی کامیابی پر ہی ہم ایک خوشحال اور ترقی پذیر ملک کی تعمیر کر سکیں گے۔ اور متعلقہ پروگرام کے ناکام ہونے پر ہم مسلسل دشواریوں کا سامنا کریں گے۔ مجھے اس پروگرام سے وابستہ کارکنوں اور عوام پر پورا اعتماد ہے جن کی انتھک محنت اور مفید تعاون کے سہارے پر ہم اس پروگرام کو کامیاب بنا سکیں گے۔

بچوں کی پیدائش میں وقفہ

موجودہ دور خلائی تلاش کا ہے۔ انسان کو کسی روز چاند تک پہنچ جانے کی امید ہے۔ زمین پر زیادہ آبادی چاہے دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی انسانی کوشش کی اصل وجہ نہ ہو لیکن اگلی صدی کے آغاز کے ساتھ انسانوں کی تعداد کافی زیادہ بڑھ جانے کے خطرے کے پیش نظر یہ عین ممکن ہے کہ اس سبب سے انسان اپنے موجودہ سیارے کو چھوڑنے کی خواہش کرنے لگے۔

آبادی میں اضافہ ایک عالمگیر مسئلہ ہے لیکن ترقی پذیر ملکوں کے لئے وہ زیادہ سنگین ہے۔ مثال کے طور پر سنہ ۱۹۵۱ء میں بھارت کی آبادی ۳۶ کروڑ تھی لیکن ۱۵ برس کے عرصے کے اندر سنہ ۱۹۶۶ء میں وہ ۵۰ کروڑ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس وقت بھارت کی آبادی اندازاً ۵۲ کروڑ ہے اور سنہ ۲۰۰۰ء تک اس کے ایک سو کروڑ تک پہنچ جانے کا امکان ہے۔ دیگر الفاظ میں ۵۰ برس کے اندر آبادی لگ بھگ ۳ گنا

تعداد میں اس بے تحاشہ اضافے کو جو پچھلے کئی برسوں ترقیاتی کوششوں کے تمام نتائج کو زائل کرتا جا رہا ہے روکنے کی غرض سے بھارت سرکار نے خاندانی منصوبہ بندی کے ہر قسم کے سائنٹفک طریقے اختیار کر کے شرح پیدائش کو کم کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر بھارت میں تمام شادی شدہ لوگ تین یا اس سے زیادہ بچے پیدا نہ کرنے کا فیصلہ کریں تو موجودہ شرح پیدائش فی ہزار ۴۱ سے

کم ہو کر ۲۵ رہ جائے گی۔ یہ اندازہ اس سیدھے سے حساب پر مبنی ہے کہ ان ۴۱ میں سے پہلے درجے کی پیدائشیں ۹ ہوتی ہیں۔ دوسرے اور تیسرے درجے کی آٹھ آٹھ اور چوتھے درجے اور اس سے زیادہ درجے کی پیدائشیں ۱۶ ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر تمام جوڑوں کے یہاں صرف ایک بچہ ہو تو شرح پیدائش ۹ ہو گی اگر ان کے دو بچے ہوں تو شرح پیدائش ۱۷ ہو گی۔ اور ان کے تین بچے ہونے کی صورت میں یہ شرح پچیس ہو گی۔ بھارت کے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کا مقصد سنہ ۱۹۷۵-۷۶ء تک شرح پیدائش کو پچیس تک اور سنہ ۱۹۷۵ء تک تیئیس تک لانا ہے۔ اس نشانے کو اسی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے اگر لوگ خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے اختیار کریں۔

یہ اندازہ بھی لگایا گیا ہے کہ اگر لڑکیوں کی بیس برس اور لڑکوں کی پچیس برس کی عمر کے بعد شادی ہو تو اگلے دس برسوں میں شرح پیدائش کم ہو کر ۱۵ تک رہ جائے گی۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ لڑکے اور لڑکیاں اپنی تعلیم پوری کر لیں گے اور والدین کے فرائض انجام دینے کے لئے جسمانی اور نفسیاتی طور پر زیادہ بہتر حالت میں ہوں گے۔ ایسی دماغی اور جسمانی پختگی تعلیم کے ساتھ مل کر بذات خود چھوٹے کنبوں کا موجب ثابت ہو گی۔ جائزوں سے پتہ چلا ہے کہ تعلیم یافتہ عورتوں کے کنبوں کے افراد کی تعداد کم ہے لیکن شرح آبادی کو کم کر کے آبادی میں اضافے کا مسئلہ محض تین یا اس سے زیادہ بچے پیدا نہ کرنے سے حل نہیں ہو سکتا۔ اس بات کا دھیان بھی رکھا جانا چاہیئے کہ بچوں کی عمر کے درمیان مناسب وقفہ ہو تاکہ ماں کو اپنی صحت بحال کرنے کے لئے کافی وقت مل جائے اور بچے کو اپنی نشوونما کیلئے درکار ضروری محبت، شفقت اور غذا میسر ہو سکے۔ غذائی معاملوں کے ماہرین کا خیال ہے کہ اگر پہلے چند برسوں میں بچے کی صحیح نشوونما نہیں ہوتی تو اس سے اس کی دماغی اور جسمانی ترقی پر برا اثر پڑے گا۔ جائزوں سے پتہ چلا ہے کہ لوگ عام طور پر تین ہی بچے چاہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے بچوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس بات کی وجہ کہ ان کے بچے ان کی خواہش سے زیادہ کیوں ہو جاتے ہیں، یہ ہے کہ انھیں اس بات کا علم نہیں کہ وہ محض اتفاق سے نہیں بلکہ اپنی مرضی کے مطابق بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ اور کہ اس مقصد کے لئے انھیں سہولیات دستیاب ہیں۔

مثال کے طور پر نیا شادی شدہ خاوند "نرودھ" کو استعمال کر کے پہلے بچے کی آمد کو کچھ عرصے کیلئے روک سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد ماں لوپ کا استعمال کر سکتی ہے جو اسے اگلے بچے کی آمد کچھ عرصے کیلئے روکنے میں مدد دیتا ہے اور جسے جب خواہش ہو نکالا جا سکتا ہے۔ دو یا تین بچوں کے بعد خاوند یا بیوی نس بندی کا آپریشن کروا سکتے ہیں۔ یہ بہت آسان اور محفوظ آپریشن ہے اور اسے مفت کیا جاتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات اب سارے ملک میں دستیاب ہیں اور ان سہولیات کی جگہوں کے ستونوں کا نیچے کی طرف جھکی ہوئی لال تکون سے آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگ ان سہولیات کا فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جیسا کہ بھاری تعداد میں لوگ اس وقت کر رہے ہیں اور اپنے بچوں کی تعداد تین تک محدود رکھتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے درمیان تین برس کا وقفہ ہو تو وہ ملک کی شرح پیدائش کو کم کرنے اور قوم کو اقتصادی ترقی کی راہ پر لے جانے میں کچھ مہینوں میں مدد دے سکتے ہیں۔

جنوبی بھارت میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی مقبولیت

بھارت کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی جنوبی علاقے میں رہتی ہے اور اس میں آندھرا پردیش، کیرل، مدراس، پانڈیچری اور جزائر لکا دیپ شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کثیر آبادی کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے ایک عظیم اور وسیع پروگرام کی ضرورت ہے اس جنوبی علاقے میں سال سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران خاندانی منصوبہ بندی کے شعبے میں امید افزا کام ہوا ہے۔ یہاں نس بندی آپریشنوں کے متعلق جو نشانہ مقرر کیا گیا تھا اسے ۵۰ فیصدی تک پورا کر لیا گیا ہے اس سلسلے میں۔ اس میں سب سے زیادہ کام ہوا۔ اور

یہاں مجوزہ نشانے سے بھی زیادہ نس بندی آپریشن کئے گئے ہیں۔ ریاست مدراس میں متعلقہ پروگرام کے آغاز سے لے کر مارچ ۱۹۶۸ء کے آخر تک نس بندی کے تقریباً ۷۰۰۰۰۰ آپریشن کئے گئے اور ۱۲۰۰۰۰ سے کچھ زیادہ لوپ پہنائے گئے۔

جنوبی علاقے میں ہر ریاست کی آبادی کا تناسب ہجوم کے اعتبار سے جدا جدا ہے۔ کیرل جہاں فی مربع میل میں ۲۴۱۱ افراد پائے جاتے ہیں، جبکہ میسور میں فی مربع میل میں ۳۱۲ افراد رہتے ہیں۔ ....

..........تاہم ہر ریاست، نس بندی آپریشنوں کے مجوزہ نشانوں کو پورا کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہے۔ آندھرا پردیش میں گناورم اور جدچرلا، کیرل میں بلرام پورم اور میسور میں بیلاری مقامات منعقدہ نس بندی کیمپ کافی کامیاب رہے اور ان کی شاندار کامیابی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام عوام میں مقبول ہوا ہے۔ اکتوبر۔نومبر ۱۹۶۷ء کے دوران وجے واڑہ کے قریب گناورم میں قائم کئے گئے عام نس بندی کیمپ میں محنت کش طبقے سے وابستہ دو ہزار سے زائد عورتوں نے پیدائش اولاد کے ناقابل بنانے والے آپریشن کرائے یہ کارکردگی خاندانی منصوبہ بندی کی مقبولیت کی ایک شاندار مثال ہے اور ایک نظیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وسیع کیمپ میں نقل و حمل، متوازن غذا اور صفائی کی سہولتوں کا بہترین انتظام تھا۔

آندھرا پردیش کے ضلع محبوب نگر میں قائم کئے گئے جدچرلا کیمپ میں عوام نے خاندانی منصوبہ بندی کی مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ اور اس مقام پر نومبر ۱۹۶۷ء میں صرف ایک دن میں نس بندی کے ۵۷۰ آپریشن کئے گئے۔ یہ دونوں کیمپ بھارت میں اپنی طرز کے واحد کیمپ ہیں۔ آندھرا پردیش میں مارچ ۱۹۶۸ء کے آخر تک نس بندی کے ۲۷۵۰۰۰ آپریشن کئے گئے۔ اور ۱۰۵۰۰۰ لوپ پہنائے گئے۔

تری وندرم کے قریب قائم کئے ہوئے بلرام پورم کیمپ میں صرف ایک دن میں نس بندی کے ۳۲۰ آپریشن کئے گئے اور تقریباً ۱۰۰ لوپ پہنائے گئے۔ یہ کامیابی ریاستی سرکار اور رضاکارانہ اداروں کے تعاون کی بدولت حاصل ہوئی۔ کیرل میں مارچ ۱۹۶۸ء تک مجموعی طور پر نس بندی کے دو لاکھ سے کچھ زیادہ آپریشن کئے گئے اور ایک لاکھ کے قریب لوپ پہنائے گئے۔

ریاست میسور کے ضلع بیلاری میں خاندانی منصوبہ بندی کی پُرزور مہم کے تحت جولائی ۱۹۶۸ء کے دوران نس بندی کے ایک ہزار سے زیادہ آپریشن کئے گئے اور کافی تعداد میں لوپ پہنائے گئے۔ سال ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ریاست میسور کے چترادرگا اور جن ضلعوں میں نس بندی کے آپریشنوں سے متعلق مقررہ نشانوں کے مقابلے میں ۲۰۰ فیصد سے زیادہ نس بندی آپریشن کئے گئے۔
ریاست میسور میں مارچ ۱۹۶۸ء تک نس بندی کے ۲۳۱۰۰۰ آپریشن کئے گئے۔ اور ۴۰۰۰۰ لوپ پہنائے گئے اور یہ کام اپنی جگہ ایک عظیم کارنامے کی حیثیت رکھتا ہے۔

مغربی بنگال میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام

مغربی بنگال میں خاندانی منصوبہ بندی کے سرگرم پروگرام کا آغاز عملی طور پر مارچ ۱۹۶۵ء میں کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے لوپ کا استعمال تجربے کے طور پر ضلع ہگلی میں کیا گیا تھا۔ یہ تجربہ کافی کامیاب ثابت ہوا اور لوگوں نے لوپ کو اس زبردست اشتیاق کے ساتھ قبول کیا کہ پروگرام کو ساری ریاست میں لاگو کر دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے بعد سے جون ۱۹۶۸ء تک ریاست میں ۴۴۹۴۶ لوپ لگائے جا چکے ہیں۔ نس بندی میں ریاست نے اس سے بھی زیادہ بہتر کارکردگی کا ثبوت دیا ہے۔ جون ۱۹۶۸ء کے آخر تک ۹۹۴۲۱۳ آپریشن کئے گئے۔ اس وقت مغربی بنگال کی آبادی چار کروڑ دس لاکھ ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام نے وہاں ایک خصوصی اہمیت حاصل کر لی ہے کیوں کہ وہاں آبادی کی شرح اضافہ کافی زیادہ ہے۔ بھارت میں آبادی کے اضافے کی قومی شرح ۲۵ فیصد کے مقابلے میں مغربی بنگال میں یہ شرح ۳۲٫۷ فیصد ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس ریاست کی شرح پیدائش بھارت کے دوسرے حصوں کے برابر ہے یعنی فی ہزار چالیس۔ مغربی بنگال میں آبادی میں اضافے کی زیادہ تر وجہ

اعداد و شمار کا احتیاط سے تجزیہ کرنے اور جائزہ لئے جانے کی ضرورت ہے۔ ریاست کی شرح اموات بھی فی ہزار ۱۳٫۴ ہے جبکہ قومی اوسط ۱۴ ہے — ریاست مغربی بنگال نے خاندانی منصوبہ بندی کے نشانوں کے حصول میں کامیابی نس بندی کے آپریشن وسیع پیمانے پر کرکے حاصل کی ہے۔ اس مقصد کیلئے ایک وسیع تربیتی پروگرام چلایا گیا جس کے تحت صحتی مراکز اور ہسپتالوں کے بھاری تعداد کے میڈیکل افسروں کو تربیت دی گئی اور آپریشن کرانے والوں کو اجرتوں میں ہونے والوں نقصان کا معاوضہ دینے کی اسکیم کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ نس بندی پروگرام کو سرگرم کرکے سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں اس کے ۲٫۷۴٫۲۲۱ - آپریشن کیے گئے۔

نتائج اعداد و شمار کے بھارتی کے جائزوں سے پتہ چلتا ہے کہ کلکتہ میں شرح پیدائش میں کمی کے رجحانات پیدا ہوئے ہیں۔

لوپ مغربی بنگال میں لوپ مقبول عام ہو رہا ہے۔ اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک محفوظ اور آسان طریقے کے طور پر یہ ریاست کی خاندانی منصوبہ بندی کی مہم میں کافی اہمیت حاصل کریگا۔ مرکزوں اور ہسپتالوں میں .... لوپ لگوانے کے کیسوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ کنڈوموں کی تقسیم بھی وسیع پیمانے پر کی جا رہی ہے۔

آبادی میں اضافے کے خلاف اُترپردیش کی جنگ

اُترپردیش کی آبادی ۸٫۷۳ کروڑ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ تعداد سنہ ۱۹۰۱ء کی آبادی کے مقابلے میں تقریباً دوگنی ہے۔ اس وقت اس ریاست کی آبادی ۴٫۸۶ کروڑ تھی۔ پچھلے بیس برسوں میں اضافے کی شرح کافی زیادہ رہی ہے۔ سنہ ۶۱-۱۹۵۱ء کے دس برسوں کے اندر اُترپردیش کی آبادی ۶٫۳۲ کروڑ سے بڑھ کر ۷٫۳۷ کروڑ ہو گئی یعنی اس میں ایک کروڑ سے زیادہ کا اضافہ ہو گیا۔ سنہ ۱۹۶۱ء کے بعد سے ۱٫۳۶ کروڑ مزید لوگوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔ ان اعداد و شمار سے اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُترپردیش میں آبادی میں کس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

اُترپردیش کو اس وقت دو سنگین مسئلے درپیش ہیں۔ ایک تو اقتصادی ترقی کا اور دوسرا آبادی میں اضافے کو روکنے کا۔ ان دونوں مسئلوں کا ایک دوسرے سے گہرا واسطہ ہے۔ اس دوہرے چیلنج کا ریاستی حکومت ان تمام وسائل کے ساتھ پوری طرح مقابلہ کر رہی ہے جو اسے دستیاب ہیں۔

اقتصادی مورچے پر ایک زبردست چوتھا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اس سے ترقی کی رفتار بڑھے گی اور ریاست کو خوشحالی کی راہ پر گامزن کرے گی۔ لیکن منصوبہ بند ترقی اسی صورت میں مفید ثابت ہو سکتی ہے جب اقتصادی میدان کی حصولیوں کو محفوظ کرکے انہیں بڑھتی ہوئی آبادی کے ہاتھوں ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ اس لئے ریاستی حکومت نے آبادی کو روکنے کی خاطر اقدامات کئے ہیں۔

اسی طرح خاندانی منصوبہ بندی کے ایک زبردست پروگرام کو بھی ریاست میں عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کی تنظیم کو مضبوط بنا کر لوگوں کو اس سلسلے کی سہولیات کی فراہمی میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے پیغام کو ریاست کے دور دراز علاقوں میں پہنچایا گیا ہے۔ اور کنبے کی تعداد کم رکھنے کے بارے میں ہر طرف بیداری نظر آ رہی ہے۔

ریاستی حکومت نے کئی ایسے فیصلے کئے ہیں جو دوررس نتائج کے حامل ہیں۔ آبادی میں اضافے کو روکنے کے لئے کئی مراعات کو اس صورت میں یکم جنوری سنہ ۱۹۶۹ء سے واپس لیا جائے گا۔ اگر لوگ اپنے کنبے کے افراد کی تعداد تین تک یا تین سے زیادہ ہونے کی صورت میں موجودہ تعداد تک محدود نہیں رکھیں گے۔

سرکاری ہسپتالوں میں انہیں مفت علاج سے محروم کر دیا جائے گا اور جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں، اساتذہ، فوجی جوانوں، پسماندہ جاتیوں اور پسماندہ قبیلوں کے لوگوں کے بچوں کو ملنے والے تعلیمی وظیفے واپس لے لیے جائیں گے۔ لیکن قابلیت کی بنا پر ملنے والے وظیفوں کو واپس نہیں لیا جائے گا۔ مختلف محکموں کی طرف سے متعدد مقاصد کے لئے لوگوں کو دیئے گئے قرضوں اور گرانٹوں کو بھی واپس لے لیا جائے گا۔ اسی طرح زمین اور مکانوں کی الاٹمنٹ میں بھی انہیں کوئی رعایت نہیں دی جائے گی۔

اس سے پہلے ریاستی حکومت ۵ اگست ۱۹۶۷ء سے ایسے سرکاری ملازموں سے بعض سہولیات اور مراعات واپس لینے کا فیصلہ کر چکی ہے جو اپنے بچوں کی تعداد تین تک یا تین بچے ہونے کی صورت میں موجودہ تعداد تک محدود نہیں رکھیں گے ۱۹۶۱ء کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت اتر پردیش میں بیس سے پینتالیس برس کے درمیان عمر کے زمرے میں ایک کروڑ تیس لاکھ شادی شدہ جوڑے تھے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایسے جوڑوں کی تعداد اب ایک کروڑ ۵۰ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں ان جوڑوں کی خاندانی منصوبہ بندی کے لئے ترغیب دینا اور تیار کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی تنظیم کی ساری مشینری کو حرکت میں لایا جا چکا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے میدان میں اتر پردیش میں کی گئی کوششوں کے مفید نتائج برآمد ہونا شروع ہو گئے ہیں دسمبر ۱۹۶۷ء میں وسیع پیمانے پر شروع کی گئی خاندانی منصوبہ بندی کی مہم میں تعداد کے اعتبار سے اتر پردیش میں ملک بھر میں بہترین نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

اس مہم میں پندرہ (۱۵) روز کے اندر نس بندی کے ۳۸۵۵۱ کیس کئے گئے اور ۱۱۵۵۲ لوپ لگائے گئے۔

اس وقت تک چھ لاکھ ۴۲ ہزار مرد اور عورتیں اتر پردیش میں نس بندی اور لوپ کے کیس کرا چکے ہیں۔

رواں مالی سال کے لئے اتر پردیش میں لوپ لگانے اور نس بندی کے آٹھ (۸) لاکھ ۴۷ ہزار کیس کرانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

گورنمنٹ کالج مری میں ایک یادگار محفل مشاعرہ

(احمد حسین عشقی ایم اے نامہ نگار)

ملکۂ کوہسار مری کا سیزن اپنے شباب پر ہے اور کوچہ و بازار میں ہر جگہ رونق اور چہل پہل نظر آتی ہے۔

جون سے لے کر اگست تک یہاں کی ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں بھی اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہیں ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی مقامی گورنمنٹ کالج کی بزم ادب کے زیر اہتمام پرنسپل ہال میں ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا جس کی صدارت سابق چیف جسٹس پاکستان جسٹس ایس اے رحمٰن نے فرمائی۔ دراصل یہ محفل بزم ادب کا سالانہ جلسہ تھا۔

(ابتدا میں مسٹر حبیب حیات نے گزشتہ جلسہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مسٹر آصف مرزا نے اپنا ایک مزاحیہ مضمون "ہتھ لا استاد کیوں کیسی کہی" سنایا۔ آصف مرزا اگرچہ ابھی طالب علم ہیں مگر ان کی انشاء ابھی سے ایک پختہ کار ادیب کی نشاندہی کرتی ہے۔

مضمون کے بعد مشاعرے کا آغاز ہوا۔ اس محفل میں جن شعراء نے حصہ لیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں جسٹس ایس اے رحمٰن۔ ڈاکٹر وزیر آغا۔ کرم حیدری۔ مہر اکبر آبادی۔ جمیل ملک۔ جذبا بازی توصیف تبسم۔ حبیب فخری۔ محترمہ نسیم اعظم ظفر اکبر آبادی۔ سجاد کشور۔ حافظ عبدالرشید سیفی دکانوی۔ اظہر جاوید طارق۔ عبدالباری ناصر۔ امجد بختیاری۔ ملک علی احمد قمر۔ چودھری محمد اسماعیل قیصر عباسی اور منظور احمد ثاقب۔

ریڈیو پاکستان راولپنڈی نے مشاعرے کو ٹیپ ریکارڈ بھی کیا اور یہ محفل جو شام کے چھ بجے شروع ہوئی آٹھ بجے تمام ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر حبیب فخری نے انجام دیئے۔ ہم یہاں مختلف شعراء کے کلام کا نمونہ قارئین کیلئے پیش کرتے

جسٹس ایس اے رحمٰن

لگی دو لئے پھر خیالوں کی ناؤ

کٹھن منزلیں ہیں کوئی گیت گاؤ

لئے پھرتے ہیں لوگ زخموں کا مرہم
کوئی آکے بھر دے دلوں کے بھی گھاؤ
کرامت ہے کس کی کہ اب آنگنوں میں
سلگتے ہیں سائے بجھے ہیں الاؤ

ڈاکٹر وزیر آغا

ہے سچ اگر کہ رنگوں کا طوفان تھم گیا
گالوں پہ تیرے کون یہ سرخی سی مل گیا
اک سل تھی برف کی تند رو ہوا میں بھی
ہم سار گر رہو گئے لو! پگھل گیا

جمیل ملک

تری جستجو میں نکلے تو عجب سراب دیکھے
کبھی شب کو دن کہا ہے کبھی دن میں خواب دیکھے
رہے دل میں اس طرح سے تری آرزو خراماں
کوئی نازنیں ہو جیسے جو کھلی کتاب دیکھے

کرم حیدری

دل میں طوفان اٹھائے ہوئے جذبات بھی ہیں
ہم ہیں خاموش کہ کچھ اپنی روایات بھی ہیں
محتسب ہی سے نہیں نالہ بلب جام و سبو
سنگ اٹھائے ہوئے خود اہل خرابات بھی ہیں

مہر اکبر آبادی

تم نہ ہو گے تو صبا کا کوئی جھونکا ہوگا
کوئی تو پرسش غم کو مرے آیا ہوگا
اشک آئے ہوئے آنکھوں میں سب نے دیکھے
دل پہ کیا بیت گئی کس نے یہ دیکھا ہوگا

ماجد الباقری

سپنے کی وادی کو تج کر روپ نگر میں آیا کر
دن کے پھیلے کاغذ پر اپنی تصویر بنایا کر

دھوپ کڑی ہے ننگا سر ہے صحرا اک ہے لق و دق
اپنے دوپٹے کے پلو کا میرے سر پہ سایہ کر
ایک سمندر کی موجوں کو اک مجبوری ہے
نیلی آنکھوں کے ساگر کو ایسے مت چھلکایا کر

توصیف تبسم

دل ہے اب خانۂ آسیب زدہ کی صورت
زخم روزن اسی تاریک مکاں میں ہوں گے
ایک ہم ہی نہیں سر میں لئے سودائے وفا
اور ابھی کتنے محبت کے گماں میں ہوں گے

حبیب فخری

یہی تنکے ہی کانٹے ہی خس دیکھیں گے
ہو کے آزاد بھی کیا اہل قفس دیکھیں گے
خون بھی شامل بسر یار کیا تو پھر کیا
دیکھنے والے تو آواز میں رس دیکھیں گے

ظفر اکبر آبادی

الفاظ کی صورت دے نہ سکے اشکوں سے نمایاں کر نہ سکے
اک عمر کسی کی خاطر ہم شرح غم پنہاں کر نہ سکے
غم حد سے فزوں ہوتا ہی گیا بیتابی دل بڑھتی ہی گئی
ان سے بھی مداوا ہو نہ سکا ہم بھی کوئی درماں کر نہ سکے

سجاد کشور

عالم شوق میں ایسی بھی گھڑی آئی ہے
ہم نے ناکردہ گناہوں کی سزا پائی ہے
جب نظر ان کی نظر سے کبھی ٹکرائی ہے
واقعہ ہے کہ مری جان پہ بن آئی ہے

واجد بختیاری

نگاہ ناز جو دیکھی جھکی جھکی میں نے
ہر ایک بات زمانے کی مان لی میں نے
سنی جو پاؤں کی آہٹ تو جام پھینک دیا
نظر ملی تو صراحی بھی توڑ دی میں نے

سیفی نوگانوی

کیف محبت حاصل ہو تو مے نوشی کی حاجت کیا
جس کو تو نے دیکھ لیا وہ دور رہے میخانے سے
مے بے خود کرتے کو دو جام چھلکتے رہتے ہیں
آنکھیں ہیں یا ملا ہوا ہے پیمانہ پیمانے سے

حافظ عبد الرشید

عاجز انسانوں کو یزداں ثابت کرنے والے لوگ
چاروں سمت طوفاں کی صورت اپنے ثنا خواں پھرتے ہیں

محترمہ نسیم اعظم

نبھا سکو نہ اگر ہم سے دوستی کی طرح
تو دشمنی ہی کرو ہم سے دشمنی کی طرح
اک عمر ہم نے گزاری ہے جس کی چاہت میں
وہ ہم سے آج ملے بھی تو اجنبی کی طرح

علی احمد قمر

ہر فرد حسرتوں کا ہے مدفن لئے ہوئے
ہر شخص جیسے سوچ کا پیکر بنا ہوا

اظہر جاوید طارق

ہیں ڈوبنے کو آج مرے دل کی دھڑکنیں
کب تک پڑا رہوں میں ترے آستاں سے دور

عبد الباری رانا

میں پھول بکھیروں تو بیاباں نظر آئے
تو آگ لگائے تو گلستاں نظر آئے

دو یا تین بچے

بس....

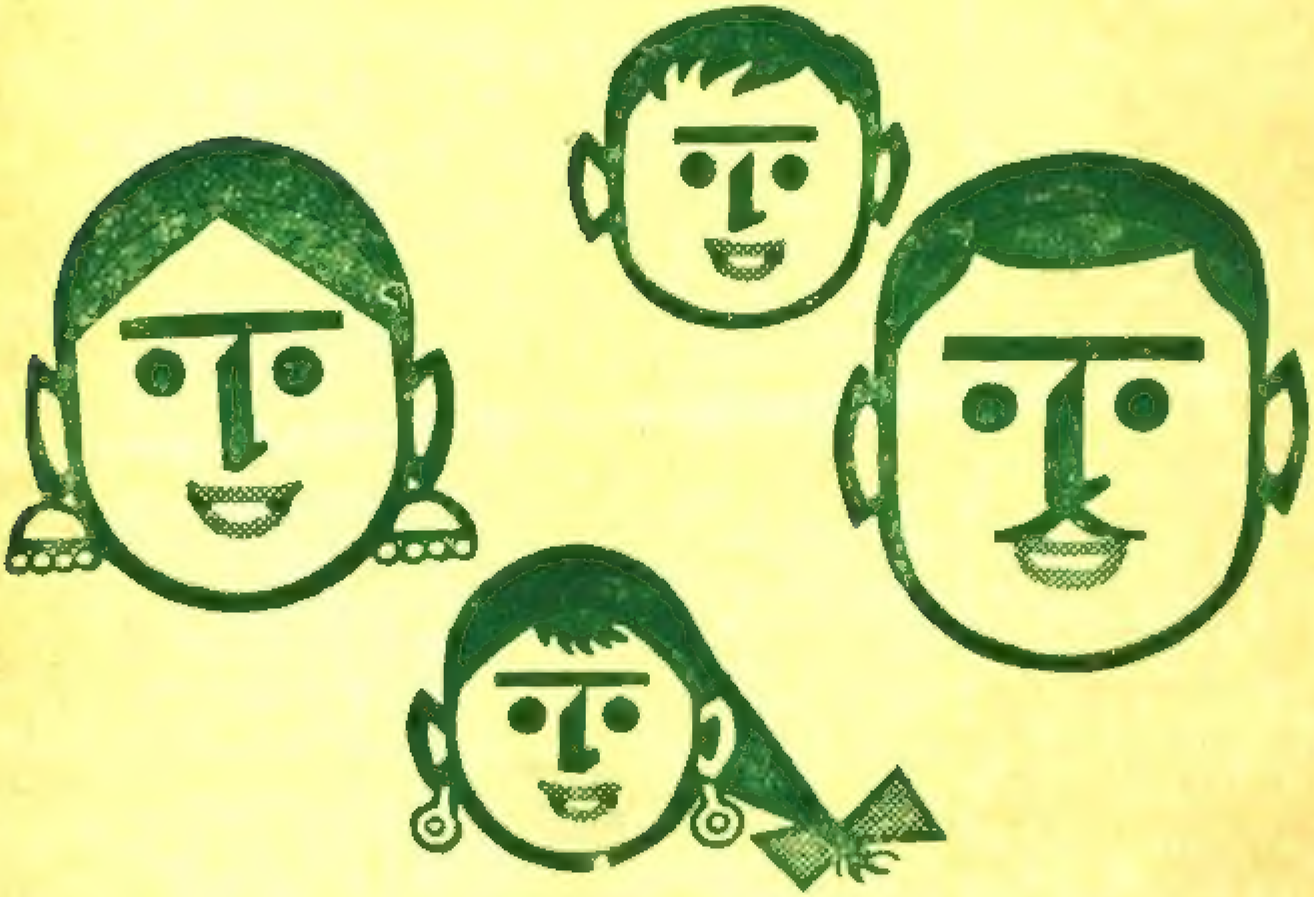

فیملی پلاننگ سینٹر کی پہچان: لال تکون

davp 68/278

پالنے کی چھٹی

راموتین برس کا ہے اور اُس کا پالنا . . . .
اُس سے بس ایک دن چھوٹا ہے۔

دونوں کا ساتھ رات دن کا تھا۔ دو ... ایک دوسرے سے الگ نہ ہوتے تھے۔

پھر دھیرے دھیرے راموکو محسوس ہونے لگا: وہ بڑا ہو گیا ہے.... اتنا بڑا کہ اب سونے کے لئے اُسے جھلائے جانے کی ضرورت نہیں۔

اُس نے پالنا چھوڑ دیا۔

—— اور پالنے کو چھٹی مل گئی۔

—— لیکن —— آخر ساتھی ہی تو تھا۔

رامو نے پالنے سے اور ہی کام لینا شروع کر دیا۔ پالنے میں وہ اپنی رنگ برنگ تصویروں والی کتابیں، باجے گڑیاں وغیرہ رکھنے لگا۔

راموکی ماں بولی: "دیکھو ہمارے لاڈلے کے پاس کتنی ساری چیزیں ہیں اور یہ کتنا خوش خوش ہے۔"

رامو کے والد بولے: "ہو بھی کیوں نا۔ پالنے کو خوب لمبی چھٹی جو دی ہے۔ ہم نے ٹھیک کیا نا؟"

جی ہاں۔ انہوں نے ٹھیک ہی کیا۔

—— سمجھدار ماں باپ ہمیشہ فیملی پلاننگ کرتے ہیں۔

فیملی پلاننگ کے معنی یہی نہیں کہ بچے کم ہوں بلکہ یہ بھی ہیں کہ بچے تبھی ہوں جب ماں باپ ان کی ضرورت محسوس کریں اور یہ کہ اُن کی پرورش کے لئے ہر طرح سے تیار بھی ہوں۔

بچے کا جنم اب اتفاق کی بات نہیں۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ ایسا فیملی پلاننگ کی بدولت ہوا ہے۔

مفت مشورے کے لئے قریبی فیملی پلاننگ سینٹر میں تشریف لائیے۔